بلوچستان کے قبائل میں موجود توہمات شرعی نقطہ نظر ایک تحقیقی جائزہ

An exploratory review of superstation in tribal areas of Baluchistan from a shariah point of view

Amir Zaman Kakar
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies BZU Multan
Email: amirzamana575@gmail.com

Muhammad Bilal
Ph.D Scholar Dep Islamic Studies AWKU Mardan
Email: Muftibilaltaaj87@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Khalid Shafi
Assistant Professor Sukkar IBA University
Email: Khalidshafi@Iba.edu.pk

ABSTRACT

Allah is capable of everything, everything that happened in the universe, everything that is happening and everything that will happen all this is by his will. He alone causes harm and benefit, the time of death is fixed ,only he has the knowledge of the unseen, Allah created all things for the benefit of man nothing is sinister which is clearly supported in the hadith, Islam rejects superstitions and understand only Allah the real effective and all other creatures are under the command of Allah .there is no reality of bad omen in Islam ,however ,it is correct to consider good luck anything ,time and person as good about oneself , but doer is still Allah .superstition often reflect weak beliefs. Superstition are based on profit and loss however Allah is the only one who gives benefit and loss, some superstition predict good and bad time in the future, however the unseen is only Allah ,superstition are against Islamic beliefs .there are various superstition among the tribes of Baluchistan , the order of which will be explained individually but often superstition the tribes of Baluchistan are based on fabrication and lies which has nothing to do with Islam and reality.

Keywords: superstition, Baluchistan, Islam

اسلام حقائق پر مبنی دین ہے اسلام خیالی تصورات اور توہمات کا مکمل نفی کرتا ہے قادر مطلق اور مؤثر حقیقی ذات صرف اللہ کی ہے اس کے منشا کے بغیر کوئی چیز ہل بھی نہیں سکتا، لیکن ہر دور میں چند ضعیف الاعتقاد لوگوں موجود ہوتے ہیں جو کچھ چیزوں کو خیر وشر کا پیمانہ مقرر کر دیتے ہیں اور بعض چیزوں کو موثر حقیقی سمجھتے ہیں ان توہمات کا تعلق کسی خاص زمان و مکاں سے نہیں بلکہ ہر دور اور علاقے میں مختلف توہمات پائے جاتے ہیں بلوچستان کے قبائل میں دیگر اقوام کی بنسبت توہمات زیادہ ہیں کیونکہ بلوچستان مختلف ادوار میں مختلف تہذیبوں کے زیر تسلط رہا ہے۔ بلوچستان میں ہندو، ایرانی، افغانی اور عرب کی

تہذیبوں کے اثرات ابھی بھی رسم ورواج کی شکل میں موجود ہیں ہر تہذیب کے کچھ نہ کچھ اثرات ان میں موجود ہیں جس کی وجہ سے بلوچستان کے رسم ورواج دیگر اقوام سے منفرد ہیں۔

ایک انگریز مؤرخ نے لکھا ہے کہ پٹھانوں کی توہم پرستی ضرب المثل ہے [1] اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ پشتون اگرچہ کٹر مسلمان ہیں لیکن اس میں توہمات کی فہرست بھی بہت طویل ہے اب تک شہروں یا تعلیم یافتہ گھرانوں کے علاوہ ہر جگہ توہمات زندہ ہیں یہ توہمات صرف پشتون میں نہیں بلکہ بلوچ قوم میں بھی صدیوں سے جاری ہیں۔

توہمات تو ساری نفع ونقصان پر مبنی ہیں اگر ایسا ہوا تو اس میں خوشی کی نوید ہے اگر اس کے برعکس ہوا تو نقصان کا اندیشہ ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں وَ اِنۡ یَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنۡ یُّرِدۡكَ بِخَیۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ ؕ یُصِیۡبُ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ [2] ترجمہ، اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنیوالا نہیں اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو کوئی اس کے فضل کو رد کرنیوالا نہیں وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کوئی چیز انسان کو نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے حقیقی متصرف ذات صرف وہی ہے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۔۔کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی مگر اللہ ہی کے حکم سے پہنچتی ہے۔

اور احادیث متعددہ میں توہمات کی نفی کی گئی ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے "قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا طیرہ وخیرھا الفال قالوا وما الفال قال الکلمۃ الصالحۃ یسمعھا احدکم [4]

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدشگونی بے حقیقت ہے اس سے بہتر تو اچھی فال ہے صحابہ نے عرض کیا کہ فال کیا چیز ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص سنے اور اس سے اپنی مراد پانے کی توقع کرے۔ [5]

تو اس سے معلوم ہوا کہ حصول منفعت یا دفع مضرت میں بدشگونی کا کوئی عمل اور دخل نہیں ہے۔ شگون اور فال ایک چیز ہے جس کا معنیٰ ہے کسی چیز، شخص یا وقت کو اپنے حق میں اچھا یا برا ماننا لیکن فال کا استعمال عام طور پر نیک شگون کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔

نیک شگون اور فال جائز ہے، فال لینا مستحب ہے نیک شگون اور فال کا مطلب ہے کہ کسی اچھی بات کو سننا یا کسی اچھی چیز کو دیکھنا جس سے اپنی مراد حاصل ہونے کی توقع پیدا ہو مثلاً کوئی شخص بیمار ہو اور اس بات میں تردد اور اندیشہ ہو کہ صحت پاؤں گا یا نہیں اور اس حالت میں وہ سنے کہ کوئی کہہ رہا ہے یا سالم تو اس سے اس کو صحت کی امید پیدا ہو جائے۔[6]

اور بد شگونی کا مطلب ہے کہ کسی چیز کو اپنے حق میں برا ماننا مثلاً اگر کتا رو کر بھونکتا ہے تو اس سے گھر میں مصیبت آجائے گی یہ بد شگونی ہے۔ نیک شگونی اور فال لینا جائز ہے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے "کان رسول اللہ ﷺ یتفال ولا یتطیر وکان تحب الاسم الحسن"[7] رسول اللہ ﷺ اچھی فال نکالتے تھے اور بد شگونی نہیں لیتے تھے اور اچھے ناموں کے ذریعہ فال نکالنے کو پسند فرماتے تھے' اور بد شگونی لینا جائز نہیں ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ ﷺ قال الطیرۃ شرک قالہ ثلاثا وما منا الا ولکن اللہ یذھبہ بالتوکل"[8] حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بد شگونی لینا شرک ہے آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ بات فرمائی اور ہم میں سے جو بھی شخص کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس پر بھروسہ واعتماد کرنے سے روک دیتا ہے۔

مذکورہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلام میں بد شگونی جائز نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی کسی کو فائدہ اور نقصان پہنچا سکتا ہے اب ذیل میں چند مختلف توہمات کا ذکر کیا جائے گا۔

(1) اگر کسی بڑے آدمی کی موت واقع ہو جائے تو اگر بالاتفاق اسی دوران فضاء میں گرد و غبار یا آندھی، طوفان اور تیز ہوائیں چلتی ہوں یا سورج اور چاند گرہن ہو جائیں تو ان موسمی حالات کو میت کے غم کی وجہ قرار دیتے ہیں۔ طلوع آفتاب سے قبل افق پر فضاء سرخ ہو تو جنگ کی علامت ہے اور یہ علاقے کیلئے بد امنی کی علامت ہے۔

(۲) جمعہ اور منگل کو سفر کرنا اچھا نہیں مانتے ہیں[9]

(۳) بلوچوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص سفر کا ارادہ کرلے تو ایک مخصوص ستارہ ہے وہ سامنے نہیں ہونا چاہئے یعنی جس سمت وہ سفر کر رہا ہے وہ ستارہ مخالف سمت کو ہو ورنہ اپنا سفر ملتوی کرلے کیونکہ اس سے نقصان کا اندیشہ ہے۔

(۴) اگر دوران سفر گیا نچ پرندہ یا سانپ اور لومڑی مسافر کے بائیں جانب سے گزر جائیں تو سفر کو اچھا نہیں سمجھتے ہیں نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے اگر دائیں جانب گزر جائیں تو پھر اس سفر میں ان کیلئے خیر ہوگی۔

(۵) کسی مسافر کے پیچھے اسے آواز لگانا بھی اچھا تصور نہیں کیا جاتا ہے اگر کسی نے پیچھے سے آواز لگائی تو یہ اپنا ضروری سفر ملتوی کرتا ہے۔

(٦) جب مسافر گھر سے جاتا ہے تو فوراً نہ گھر کی صفائی کرتے ہیں اور نہ عورتیں اس وقت غسل کرتی ہیں ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ پھر مسافر گھر واپس کبھی بھی نہیں آئے گا اور مسافر کو راستے میں نقصان ہو گا۔

(٧) مسافر جب گھر سے نکلتے ہیں تو پیچھے پانی چھڑکاتے ہیں تاکہ سفر خیریت سے ہو[10]

جانوروں کے متعلق توہمات ڈاکٹر شاہ محمد مری لکھتے ہیں بلوچ پرندوں کو شگون کے بطور اچھا مانتے ہیں وہ مافوق الفطرت پر ایمان رکھتے ہیں[11]

(٨) خرگوش اور کبوتر کو منحوس سمجھتے ہیں اور گھر میں نہیں پالتے ہیں اس وہم کی وجہ سے کہ پھر گھر میں غربت آجائیگی اور ایک خاص قسم کی نسل کے کبوتریں ہیں جو کاریزوں اور کنویں میں اکثر ہوتے ہیں ان کو ایک متبرک قسم کا پرندہ سمجھتے ہیں اس کے شکار سے بھی اجتناب کرتے ہیں۔

(٩) کالے کتے کو بھی منحوس سمجھتے ہیں اور ہر وہ کتا جو رو رو کر بھونکتا ہے اس کو بھی مصیبت کے آنے کی وجہ سمجھتے ہیں اس کی وجہ سے گھر میں ضرور کوئی آفت آجاتی ہے ایسے کتے کو فوراً گھر سے نکال دیتے ہیں شاہ محمد مری لکھتے ہیں "عموماً تو کتا بھونکتا ہے مگر کبھی کبھی وہ گیدڑ کی طرح چیختا بھی ہے بالخصوص رات کو زمستانی رات کو بہت منحوس خیال کیا جاتا ہے کتے کی ویسے بھی کوئی خاص عزت نہیں کیجاتی ماسوائے چرواہے کے کتے کے، کتا تو یورپ میں سر پر چڑھا ہوا ہوتا ہے"[12]

(١٠) جب کتا زیادہ بیمار ہو جائے یا پاگل ہو جائے تو اس کو بندوق سے فائر کر کے مار دیتے ہیں لیکن اپنا مالک اس کو نہیں مارتا بلکہ دوسرا شخص اس کو مار دیتا ہے مالک اپنے لئے جائز نہیں سمجھتا ہے۔

(١١) کالی بلی کو بھی منحوس سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رات کی وقت جنات اسی کالی بلی کی شکل میں آتے ہیں۔ بلی کے قتل کو اتنا بڑا گناہ سمجھتے ہیں کہ سات آدمیوں کے قتل سے بڑا گناہ بلی کا قتل ہے بلی کو بالکل قتل نہیں کرتے ہیں بلی اور دیگر حیوانات اور پرندوں کی ایک مخصوص قسم کی آوازوں کو اور مرغی کی بانگ دینے کو گھر پر مصیبت آنے کی علامت سمجھتے ہیں اور کسی کی موت کی خبر قرار دیتے ہیں۔

(١٢) اگر کسی کی بھیڑ بکریاں گم ہو جائیں تو جب تک گھر واپس نہ آئیں اس وقت تک مالک گھر کے چولہے میں چھری یا سلاخ گاڑھ دیتا ہے تو پھر کوئی آفت جانوروں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔

(١٣) آگ میں تھوکنے کو گناہ اور چولہے میں پانی پھینکنے کو رزق میں کمی کا باعث سمجھتے ہیں۔

(١٤) شام کی وقت کسی کو نمک دینا یا شام کیوقت جھاڑو دینے کو برا مانتے ہیں کیونکہ اس سے گھر میں بے برکتی آجاتی ہے بعض لوگ مطلقاً نمک کو ادھار دینے سے اجتناب کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اس میں سود ہے یہ گناہ ہے۔

چراغ کو منہ سے گل کرنا، بعض عورتیں رات کو چراغ منہ سے گل کرنے کو برا سمجھتے ہیں۔

غروب آفتاب کے بعد غسل کرنا یا آئینہ میں دیکھنا بھی صحیح نہیں مانتے ہیں کیونکہ اس وقت غسل کرنے سے بیماری آجاتی ہے۔

رات کے وقت ننگے سر پانی نہیں پیتے ہیں اس سے مصیبت کا اندیشہ ہوتا ہے اور غروب آفتاب کے وقت پانی نہیں پیتے ہیں۔ عقیدہ ہے کہ اس وقت مردوں کو فرشتے پانی پلاتے ہیں اور اگر کوئی اس وقت پانی پی لے تو پھر اس کا کوئی رشتہ دار پانی سے محروم ہوتا ہے[13]

(۱۵) مخصوص ایام کے علاوہ اور رات کے وقت ناخن کاٹنا اچھا نہیں مانتے ہیں۔

(۱۶) متفرق

عورتوں میں یہ بات مشہور ہو چکی ہے کہ چوکھٹ میں بیٹھنا یا کھانا کھانا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے گھر میں غربت آجاتی ہے اور بندہ مقروض ہو جاتا ہے۔

اگر صبح سویرے کوا آکر گھر میں اپنا بول بولے تو اس سے کسی کی آمد کی توقع کی جاتی ہے یا جب مرغی اور بلی مٹی میں الٹی پلٹی ہو جائیں تو اس سے بھی کسی کی آمد کی توقع کی جاتی ہے۔

تلوے میں خارش یا پلکوں میں لکڑی کا ذرہ ہو تو اس سے بھی کسی کی آمد متوقع ہو جاتی ہے۔

دائیں آنکھ پھڑکنے خوشخبری کی علامت ہے اور بائیں آنکھ پھڑکنے سے گھر میں مصیبت آجاتی ہے۔ بلاضرورت چھری اور چاقو کو تیز کرنا اچھا نہیں مانتے ہیں کیونکہ ایسے کرنے سے گھر کے حیوانات کی ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے۔ بعض گھرانوں میں یہ عادت ہے کہ برتن الٹے رکھنے سے اجتناب کرتے ہیں کیونکہ برتن الٹا رکھنے سے گھر میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔

(۱۷) اگر کوئی بچہ ٹانگوں کے درمیان پشت کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو منع کرتے ہیں وجہ یہ بتاتے ہیں کہ پھر بارش نہیں ہوگی۔ لڑکی کی سر پر مرد کی ٹوپی یا لنگی یا پگڑی ایک منٹ کیلئے برداشت نہیں کرتے، اس سے خطرہ یہ ہے کہ پھر بارش نہیں ہوگی۔

(۱۸) اگر کوئی عورت چادر الٹی اوڑھتی ہے اس کو منحوس تصور کرتے ہیں کیونکہ اس سے شوہر کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

اگر کسی عورت کی ناک یا کان میں سوراخ نہ ہو جس میں وہ زیور پہنتی ہے تو اس عورت کو منحوس سمجھتے ہیں اس عورت کی رخصتی کے بعد اگر سسرال کے گھر میں کوئی فوتگی ہو جائے یا کوئی اور مصیبت آجائے تو اس کی نسبت اس عورت کی طرف کرتے ہیں۔

(۱۹) اگر کوئی چپل الٹی پڑی ہویا ایک جوتا دوسرے جوتے پر چڑھا ہو تو اس کو فورا درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس سے گھر میں غربت آجائے گی۔

(۲۰) بعض خواص اس غلط فہمی میں مبتلاء ہیں کہ عمامہ باندھنے کیلئے کھڑے ہونا چاہے اور شلوار پہننے کیلئے بیٹھ جاتے ہیں۔

(۲۱) شمال کی طرف پاؤں پھیلانے کو بھی بے ادبی سمجھتے ہیں کیونکہ شمال کی طرف بیت المقدس ہے۔

(۲۲) گندم کو تھریشر کرنے کے بعد جب بھوسا اور دانے کا الگ الگ ڈھیر لگایا جاتا ہے تب گندم کے گرد ایک لکیر کھینچ لیتے ہیں اور اس ڈھیر کے درمیان ایک چھری گاڑھ دیتے ہیں اسکے متعلق یہ وہم ہے کہ پھر اس سے برکت ہو جاتی ہے۔

(۲۳) جب سر کے بال کاٹ لیتے ہیں تو اس کی حفاظت کیلئے کسی ایسی جگہ پھینک جاتے ہیں جہاں لوگوں کی آمد ورفت نہ ہو ورنہ اس سے دردِ شقیقہ پیدا ہوتا ہے۔

(۲۴) نیلی آنکھوں والے آدمی کو منحوس سمجھتے ہیں اور ہر بستی میں ایک دو سادہ لوح آدمی ہوتے ہیں جن کو لوگ منحوس سمجھتے ہیں اگر علی الصبح ان کو کہیں دیکھا تو پھر اگر اسی دن اس کو کوئی نقصان پیش ہو جائے تو اس کی نسبت اسی منحوس آدمی کی طرف کرتے ہیں۔

(۲۵) ہچکی آنے سے یہ مراد لیتے ہیں کہ کہیں آپکو کوئی یاد کر رہا ہے شاہ محمد مری لکھتے ہیں

ہچکی ہمیشہ یہ بتاتی ہے کہ آپ کو کہیں کوئی اداس دل پکار رہا ہے یا آپ کا کہیں ذکر ہو رہا ہے

مہ درمئیں ناما مارسڈ کی زیراں سیالانی نیاماڈ۔ میرا نام نہ لینا مجھے ہم مرتبت دشمنوں کے بیچ ہچکی آئے گی[14] یہ فضول بات ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہئے۔

(۲۶) بردست: یہ توہم صرف بلوچوں میں پاءی جاتی ہے۔ بلوچ ماہرین فن بھیڑ، بکری جو تازہ ذبح کی گئی ہو اسکے شانے کی ہڈی سے مستقبل کی متعلق امن، جنگ، بارش، قحط سالی، بیماری، صحت یا کسی بڑے آدمی کی موت واقع ہونے اور دیگر چیزوں کے متعلق پیشگوئیاں کرتے ہیں اس میں تقریباً 400 مربع میل کے دائرے میں پیش آنے والے واقعات کے اشارے موجود ہوتے ہیں[15]

ملک محمد رمضان نے اس کے متعلق واقعہ لکھا ہے کہ ایک ماہر شخص نے شانے کی ہڈی دیکھی اور اسے پھینک دیا ساتھ والے آدمی نے پوچھا خیریت تو ہے کیا ہوا---؟ اس نے بتایا شانے کی ہڈی کی لکیروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر میں سفر کروں تو خود مر جاؤں گا اور اگر سفر چھوڑ دوں تو میری بیوی مر جائے گی، ساتھ والے شخص نے شانے کی ہڈی

کو غور سے دیکھا اور کہا پریشانی کی کوئی بات نہیں دراصل آپ کے آٹے کے تھیلے میں سانپ گھسا ہوا ہے اگر تم سفر پر جاؤ گے تو آٹا نکالنے کیلئے جب ہاتھ تھیلے میں ڈالو گے تو سانپ ڈس لے گا اور تم مر جاؤ گے اور اگر آپ گھر واپس جاؤ گے تو تمہاری بیوی آٹا نکالنے کیلئے تھیلے میں ہاتھ ڈالے گی تو سانپ اسے ڈس لے گا اور وہ مر جائے گی تو جب دیکھا گیا تو واقعی آٹے کے تھیلے میں سانپ تھا۔ اس واقعے کو سن کر لوگ بروست پر یقین رکھتے ہیں[16]

(۲۷) دیگر علاقوں کی طرح بلوچستان کے قبائل بھی صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں شادی بیاہ سے اس مہینے میں اجتناب کرتے ہیں، کہتے ہیں اس مہینے میں بلائیں باہر نکل آتی ہیں اور طرح طرح کی احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں اور اس ماہ کے اختتام پر بچے آتش بازی کرتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

توہمات کی شرعی حیثیت

(۱)۔ قبل بعثت عرب کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ سورج یا چاند کا گرہن ہونا کسی کی موت یا پیدائش یا کسی بڑے ظلم یا قحط کی وجہ سے ہوتا ہے[17] اور جس دن حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم انتقال فرما گئے اسی دن سورج گرہن ہوا تو لوگوں کا خیال تھا کہ یہ حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے ہے[18]

چنانچہ حضور ﷺ نے اس عقیدے کی تردید کی اور فرمایا' **ان الشمس والقمر لایخسفان لموت احد من الناس ولکنهما آیتان من آیات الله فاذا رایتموها فقوموا فصلوا**'[19] بلاشک وشبہ سورج اور چاند کا گرہن ہونا لوگوں میں کسی کی موت اور حیات کی بنیاد پر نہیں ہوتا بلکہ سورج اور چاند کا گرہن ہونا اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جب تم سورج چاند گرہن دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔

سورج اور چاند کا گرہن ہونا انسانوں کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ اللہ کی قدرت کی نشانی ہے اپنے بندوں کو ڈرانے کیلئے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سورج اور چاند بھی مخلوق ہیں یہ بھی زوال کے شکار ہوں گے ان کے اوپر ایک طاقت بھی ہے تھانوی صاحب نے لکھا ہے۔

> "بعضے عوام یہ سمجھتے ھیں کہ کسوف اور خسوف میں چاند سورج کو تکلیف اور عذاب ہوتا ہے
> یہ بالکل غلط ھے بلکہ کسوف اور خسوف کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہیبت اور عظمت ظاہر
> فرماتے ہیں کہ ہم ایسے قادر ہیں کہ ایسے ایسے اجرام عظیمہ نیرہ میں جو چاہیں تصرف کریں"[20]

لہٰذا آپ اس ذات کی عبادت کرو جو ہمیشہ ہمیشہ سے موجود ہے اسی لئے سورج اور چاند کے گرہن کے وقت نماز، توبہ، استغفار پڑھنے کا حکم ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں **هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا**[21] اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نور بنایا ہے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے سورج کیلئے ضیاء

اور چاند کیلئے نور کا لفظ استعمال فرمایا ہے ضیاء اس روشنی کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی ذاتی روشنی ہو اور نور سے مرادوہ روشنی ہے جو کسی چیز کی روشنی ذاتی نہ ہو بلکہ کسی دوسری چیز سے حاصل کی ہو، سورج کی روشنی اپنی ذاتی ہے اسلئے اس کے لئے ضیاء کا لفظ استعمال کیا ہے اور چاند کی روشنی اپنی نہیں ہے بلکہ چاند، سورج سے روشنی حاصل کرتی ہے۔

آج کی جدید سائنس نے بھی اعتراف کر لیا ہے کہ جب گردش کے دوران سورج اور چاند کے درمیان زمین آجائے تو چاند سورج سے روشنی حاصل نہیں کرپاتا اسلئے چاند گرہن ہوتا ہے اور اگر زمین اور سورج کے درمیان چاند آجائے تو سورج گرہن ہو جاتا ہے اسی طرح موسمی تبدیلی کسی کی موت کی یا پیدائش کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ سب کچھ اللہ کی ذات ہی کے حکم سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝[22] عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں اطراف عالم میں اور خود ان کی ذاتوں میں دکھاویں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہی حق ہے کیا آپ کا رب کافی نہیں ہے کہ وہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

تو یہ سورج، چاند اور دیگر موسمی تبدیلی اللہ کی قدرت کی سب سے بڑی نشانی ہے، ہر قسم کی تبدیلی کرنے والی ذات صرف اللہ ہی ہے اس میں کسی اور چیز یا انسان کا دخل نہیں ہے۔

(۲)

یہ اعتقاد بالکل بے اصل ہے کوئی دن بھی منحوس نہیں ہے تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ "بعضے لوگ کسی خاص دن یا وقت میں سفر کرنے کو اچھا برا سمجھتے ہیں یہ کفار اور نجومیوں کا اعتقاد ہے"[23] البتہ جمعرات کے دن سفر کی ابتداء مستحب ہے حضرت کعب بن مالک سے روایت ہے "**خرج یوم الخمیس فی غزوۃ تبوک وکان تحب ان یخرج یوم الخمیس**"[24] نبی کریم ﷺ جمعرات کے دن غزوہ تبوک کیلئے روانہ ہوئے اور آپ ﷺ جمعرات کے دن نکلنا پسند کرتے تھے۔

(۳)

یہ عقیدہ بالکل غلط ہے ستارے اللہ کی مخلوق ہیں وہ کسی کو کسی قسم کا نفع اور نقصان نہیں پہنچاسکتے اور نہ ستاروں کے ذریعے سے کسی چیز کا نفع اور نقصان معلوم ہو سکتا ہے حدیث مبارکہ میں آتا ہے **ومن اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علیٰ محمد**[25] جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل شدہ قرآن یا شریعت کا کفر کیا۔

ستاروں کے ذریعے غیب کی باتیں معلوم کرنااوران کو حقیقی مؤثر سمجھنا حرام ہے کیونکہ عالم الغیب صرف اللہ ہے اور حقیقی مؤثر صرف اللہ کی ذات ہے حافظ عبد السلام نے لکھا ہے

"اسلام میں ستاروں کی کوئی تاثیر نہیں مانی جاتی ہے خوش قسمتی یا بد قسمتی سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور قحط یا بارش میں ان کا کوئی دخل ہے اور نہ ان کی تعظیم کی تعلیم دی گئی ہے"[26]

حضرت معاویہ بن حکم سے روایت ہے فرمایاقلت یارسول اللہ ﷺ اامور اکنانضعھافی الجاھلیة کناناتی الکھان قال فلاتاتواالکھان قال قلت کنانتطیرقال ذلک شئی یجدہ احدکم فی نفسہ فلایصدکم قال قلت ومنارجال یخطون خطاقال کان النبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذالک۔[27]

میں نے عرض کیایارسول اللہ ﷺ ایسی کتنی چیزیں ہیں جن کو ہم زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے اوران سے غیب کی باتیں پوچھا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب تم کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو حضرت معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کاایک چیز یہ بھی کہ ہم بد شگونی لیاکارتے تھے آپ ﷺ نے فرمایایہ ایک ایسی چیز ہے جس کو تم سے کوئی اپنے دل میں محسوس کر سکتا ہے لیکن یہ تم کو کسی کام سے نہ روکے حضرت معاویہ کہتے ہیں میں نے عرض کیاایک چیز یہ بھی ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگ لکیر اور خطوط کھینچتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایاانبیاء علیھم السلام میں سے کسی ایک نبی گزرے ہیں جو لکیر اور خط کھینچا کرتے تھے جس شخص کا خط ان کے موافق ہو وہ مباح ہو گا۔

اس طویل حدیث میں آپ ﷺ نے کاہن کے پاس جانے سے منع کیاہے اوراس سے معلوم ہوا کہ یہ اعتقاددور جاہلیت کا تھاجس کو اسلام نے رد کیااوراس کی تردید کا احادیث میں ذکر ہے تو ستاروں سے نفع اور نقصان معلوم کرنا حرام ہے۔

(۴،۵،۶،۷)

ان سب میں بد شگونی ہے جس کی صراحۃ حدیث میں ممانعت آئی ہے لہٰذا یہ جائز نہیں حدیث مبارکہ پہلے بھی ذکر کرچکاہوں "ولاطیرۃ" بد شگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے نفع اور ضرر پہنچانے والاذات اللہ ہی ہے یہ تدابیر محض غلط فہمی ہیں اسلام میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے

اور صفائی تونصف ایمان ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۝[28] بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب پاکیزگی کرنیوالوں سے محبت فرماتا ہے۔

شرعاصفائی کرنے میں کوئی حرج نہیں نہ شریعت کی طرف سے صفائی کاوقت مقرر ہے جب ضرورت پیش آئے توصفائی کرلیں البتہ مستحب طریقہ یہ ہے کہ توبہ واستغفار پڑھ لیں دورکعات نماز حاجت پڑھ لیں اللہ سے بھلائیاں مانگیں اورآپ ﷺ کے بتائے ہوئے اذکار پر عمل کرلیں توان شاءاللہ 'اللہ مہربان' سفر میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔

(۸،۹)

دنیامیں کوئی چیز،وقت یاحیوان اورانسان منحوس نہیں ہے آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے السوم فی المرآۃ والدار والفرس[29] کہ نحوست عورت میں گھوڑے میں اور مکان میں ہے 'یہ نفی میں مبالغہ ہے یعنی نحوست نہیں اگر ہوتی توان چیزوں میں ہوتی۔اثباتہ فی ھذہ الاشیاء علیٰ سبیل الفرض والتقدیر ایلو کانت الطیرۃ لکانت فی ھذہ الاشیاء'[30] ان تین چیزوں میں نحوست کاثابت ہونابطور مثال کے ہے اگر نحوست ہوتی توان چیزوں میں ہوتی۔

لہذاگھر میں اس کاپالناجائز ہے یہ محض بدشگونی ہے کہ ان کی وجہ سے گھر میں غربت آجاتی ہے غربت بھی اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہے ورنہ اللہ جس کوچاہے زیادہ بھی دے سکتاہے رزق دینے والااللہ ہے اس میں کسی اور چیز کاذرابھی دخل نہیں ہے۔

اور کبوتر کاشکار بھی جائز ہے اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے ہر قسم کا کبوتر حلال ہے کبوتر کی کوئی قسم بھی حرام نہیں ہے کبوتر کا گوشت کھانااوراسکی خرید وفروخت کرنادونوں جائز ہیں۔[31]

یہ ساری بے اصل باتیں ہیں یہ بدشگونی کے زمرے میں آتی ہیں حضرت اشرف علی تھانوی نے لکھاہے اکثرعوام سمجھتے ہیں کہ کتے کے رونے سے کوئی مصیبت،وباءیابیماری پھیلتی ہے سو یہ بات بے اصل ہے[32]

(۱۰)

علامہ شامی فرماتے ہیں لایحل قتل مالایؤذی ولذاقالوالم یحل قتل الکلاب اھلہ اذلم یؤذی والامر بقتل الکلاب منسوخ [33] جوجانور کسی کوتکلیف نہیں دیتااس کاقتل کرناجائز نہیں ہے اسی وجہ سے فرمایاکہ گھریلو کتوں کامارناجائز نہیں جب وہ تکلیف نہ دیتاہواس کاقتل کرنامنسوخ ہوگیاہے۔

دوسری جگہ میں لکھاہے اذاکثرت الکلاب فی القریۃ واضرت باھلھاامرواربابھابقتل وان ابورفع الامر الالقاضی حتی یامربذالک[34] اگرکسی بستی کے اندرکتے زیادہ ہوجائیں اوربستی والوں کوان سے تکلیف ہوتوجوکتوں کے مالکان ہیں ان کوحکم دیاجائے گاان کوقتل کرنے کااگروہ انکارکریں تویہ معاملہ قاضی تک لے جایاجائے یہاں تک کہ قاضی ان کے قتل کاحکم دے۔

لہٰذا ایسے کتے کا قتل کرنا جائز ہے جس سے مرض پھیلنے کا اندیشہ ہو یا کسی کو کاٹنے کا اندیشہ ہو، مالک بھی قتل کر سکتے ہیں اسمیں شرعا کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۱۱)

بہتر تو یہی ہے کہ بلی اور کتے کو نہ مارا جائے اگر زیادہ نقصان دہ ہو جائے تو پھر انکا قتل جائز ہے مثلا بلی، کبوتر کھاتی ہے یا مرغی کھاتی ہے **وجاز قتل مایضر منہا ککلب العقور وھرۃ تضرو**[35] اور جائز ہے باولے کتے کا قتل اور ایسی بلی کا جو تکلیف دینے والی ہو شرعا مضر بلی کے قتل میں کوئی حرج نہیں ہے اور انسان کے قتل کی حرمت تو نص سے ثابت ہے۔

(۱۲)

یہ عقیدہ بالکل ناجائز ہے اللہ تعالیٰ پر یقین کی بجائے چھری پر یقین رکھنا سراسر غلط ہے چھری ایک بے جان چیز ہے وہ کیا کر سکتی ہے نفع نقصان پہنچانے والی تو اللہ کی ذات ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے **قال کنت خلف رسول اللہ ﷺ یوما فقال یا غلام انی علمک کلمات احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاھک اذسالت فاسئل اللہ واذاستعنت فاستعن باللہ وعلم ان الامۃ لواجتمعت علیٰ ان ینفعون بشئی لم ینفعوک الابشئی قد کتبہ اللہ لک ولواجتمعوا علیٰ ان یضروک بشئی لم یضروک الابشئی قد کتب اللہ علیک رفعت الاقلام وجفت الصحف**[36]

عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کیساتھ سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے! بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا تو اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کیلئے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، قلم اٹھائے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نفع اور نقصان پہنچانے والی ذات صرف اللہ ہی کی ہے لہٰذا اللہ پر توکل اور یقین کرنا چاہئے اس طرح بے اصل باتوں سے کوئی ضرر دفع نہیں ہو سکتا ہے۔

(۱۳)

چونکہ بلوچستان سلطنت ایران کا حصہ رہا ہے تو قبائل نے ایرانی ثقافت کے اثرات ضرور اپنے اندر جذب کئے ہونگے زرتشتی مذہب کے اثرات آج بھی موجود ہیں ان میں سے ایک آگ کا احترام کرنا شامل ہے کیونکہ زرتشتی آگ کی عبادت کرتے تھے یہ اثر وہاں سے آیا ہے۔ میر احمد خان نے لکھا ہے

"محل وقوع کے لحاظ سے اس سرزمین کا مضبوط رشتہ ایک طرف ایران سے رہا جس نے بلوچستان میں ابتدائی آبادی کی زندگی اور انکے عقائد پر گہرے اثرات مرتب کئے"[37]

لیکن دین اسلام میں آگ کا کوئی احترام نہیں ہے لہذا آگ میں تھوکنے سے کوئی گناہ نہیں ہے آگ میں تو کنے سے رزق کی کمی کا عقیدہ رکھنا بدشگونی ہے یہ جائز نہیں ہے۔

(۱۴)

یہ صرف اور صرف بدشگونی ہے کیونکہ کسی کو نمک دینے کیلئے اور صفائی کیلئے شریعت میں کوئی مخصوص وقت نہیں ہے دیکھئے ہمسایہ کو نمک دینا یا بطور صدقہ ہو گا یا بطور قرض کے ہو گا، صدقہ اور قرض دینے کیلئے شرعاً کوئی وقت متعین نہیں ہے جس وقت چاہے دے سکتے ہیں اور صفائی کیلئے بھی کوئی وقت مختص نہیں ہے جب بھی صفائی کی ضرورت ہو صفائی کرلیں تھانویؒ نے لکھا ہے بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے کو برا سمجھتے ہیں اس کی بھی کوئی اصل نہیں[38] اور چراغ کو منہ سے گل کرنے میں کوہی حرج نہیں ہے۔

تھانوی صاحبؒ نے یہی لکھا ہے کہ اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے[39] اور برابری کے ساتھ نمک قرضا لینے دینے میں سود نہیں ہے کیونکہ حدیث میں جن چھ چیزوں کا ذکر آیا جن کو ربالفضل کہا جاتا ہے یہ اس وقت سود میں شامل ہوتی ہیں جب برابری نہ ہو کسی جانب کمی یا زیادتی ہو اگر برابر ہو تو اس میں کوئی سود نہیں ہے جائز ہے۔

اسی طرح رات کو آئینہ میں دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح غسل کرنے کا بھی کوئی وقت متعین نہیں ہے اگر غسل واجب ہو تو فوراً کرلینا چاہئے البتہ مستحب غسل کسی بھی وقت کرسکتے ہیں شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے اور نہ اس سے بیماری لاحق ہوتی ہے۔

اور پانی پینا مباح ہے ہر وقت پی سکتے ہیں باقی یہ جو عقیدہ ہے یہ غلط ہے کہیں سے یہ ثابت نہیں ہے بس یہ صرف اغلاط العوام ہے۔

(۱۵)

شرعاً ناخن کاٹنے کیلئے کوئی وقت مختص نہیں ہے "ولم یثبت فی قص الظفر یوم الخمیس حدیث

بل کیفما احتاج الیه ولم یثبت فی کیفیة ولا فی تعیین یوم له شئی" جمعرات کے دن ناخن تراشنے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں جب بھی کاٹنے کی ضرورت آجائے کاٹ لیں اور نہ ناخن کاٹنے کا طریقہ اور وقت ثابت ہے لہذا جس وقت چاہئے ناخن کاٹ سکتے ہیں۔

(۱۶)

چوکھٹ میں بیٹھنے سے غربت نہیں آتی ہے حضرت تھانویؒ نے فرمایا'یہ غلط ہے ایسا نہیں ہوتا ہے'[41] اور صبح کے وقت کوے کی بول سے مہمان کی آمد یہ بدشگونی ہے یہ سارے اغلاط العوام ہیں[42] تلوے میں خارش یا دا آنکھ پھڑکنے سے کوئی خوشی نہیں ملتی ہے یہ ساری کی ساری لغو اور فضول باتیں ہیں ان کی کوئی بنیاد نہیں ہے[43]

یہ لغوبات ہے برتن الٹا رکھنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے البتہ یہ بات ضرور ہے کہ سوتے وقت کھانے پینے کے برتن کوڈھانپ لیناچاہئے حدیث مبارکہ ہے "الحفوالمصابیح اذارقدتم وعلق الابواب واوکوالاسقیم وخمر والطعام والشراب واحسنه قال ولوبعد تعرضه علیه-[44]

رات کو جب سونے لگو تو چراغ بجھادیا کرو، دروازے بند کر دیا کرو، مشکیزے کامنہ باندھ دیا کرو، کھانے پینے کے برتنوں کوڈھانپ دیا کرو اگر ڈھکنے کیلئے کوئی چیز نہ ملے تو کوئی لکڑی چوڑائی میں رکھ دو اور برتن الٹا رکھنے سے ایک فائدہ تو یہ ہے کہ برتن گردوغبار سے محفوظ رہتے ہیں۔

(۱۷)

بارش کرنیوالی ذات اللہ کی ہے وَّ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحۡىٖ بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا "اور اللہ تعالی آسمان سے پانی برستاہے اپھر اس سے زمین خشک ہوجانے کے بعد زندہ کرتاہے یہ خیال باطل ہے البتہ عورت کومردوں کی مشابہت کرناجائز نہیں ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لعن رسول الله المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال[46] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں.

(۱۸)

چادر الٹی اوڑھنے سے یاناک اور کان میں سوراخ نہ کرنے سے ہلاکت کی خبر نہ عقلا صحیح ہے اور نہ شرعا۔

یہ ساری سنی سنائی باتیں جو نسل در نسل چلتی آرہی ہیں اگرچہ شرعاناک یاکان میں زیور پہننے کیلئے سوراخ کرناجائز ہے[47] سب سے پہلے حضرت ہاجرہ کے کان اور ناک میں سوراخ کیا گیا بعد میں یہ سلسلہ عورتوں میں چلا اور ایسے نہ

کرنے سے عورت منحوس نہیں ہوتی ہے لہٰذا ایسی مصیبتوں کی نسبت اس کی طرف کرنا بد شگونی ہے یہ بالکل غلط ہے۔

(۱۹)

جوتے کو ایک دوسرے پر چڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے یہ خیال سراسر غلط ہے البتہ کسی بھی چیز کو وضع اصلی کے مطابق رکھنا دائرہ ادب و تہذیب میں داخل ہے اور

(۲۰)

عمامہ باندھنے کیلیے اٹھنے بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ عمامہ باندھنے کیلئے اٹھنا یا بیٹھنا بے اصل بات ہے [48] اور شلوار پہننے کیلئے بیٹھ جانا کہیں سے ثابت نہیں ہے جیسے آدمی کیلئے آسانی ہو وہی طریقہ اختیار کرلے۔

(۲۱)

شمال کی طرف پاوں نہ پھیلانا قبلہ اول کی تقدس کی خاطر تو درست ہے لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ بیت المقدس بلوچستان سے شمال کی طرف نہیں ہے اور تھانویؒ لکھتے ہیں بعض لوگ شمال کی طرف پاؤں پھیلانا جائز نہیں سمجھتے سو یہ خیال غلط ہے۔[49] البتہ مغرب کی طرف پاوں پھیلانا جائز نہیں کیونکہ اس طرف قبلہ ہے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے یا پشت کرکے پیشاب و پاخانہ کرنا بھی ناجائز ہے۔

(۲۲)

گندم کے ڈھیر میں چھری گاڑھنے سے یا اس کے ارد گرد لکیر کھینچنے سے برکت آنے کی خبر لغو ہے برکت ڈالنے والی ذات صرف اللہ کی ہے، بسم اللہ پڑھ کر اور خلوص نیت سے سب ذکر اور وظائف کا ورد کرتے ہوئے کام کریں انشاء اللہ ضرور برکت ہوگی۔

(۲۳)

کسی انسان کو منحوس سمجھنا یہ محض بدشگونی ہے ایسا کرنا غلط ہے کیونکہ کوئی انسان بھی منحوس نہیں ہوتا اور سارے انسان برابر ہیں کسی رنگ یا نسل کو دوسرے پر ترجیح حاصل نہیں اور نہ کسی کو حقیر سمجھنا، یہ عقیدہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

(۲۴)

بال بھی انسانی جسم کا حصہ ہیں جس طرح انسان قابلِ احترام ہے اسی طرح اس کی ہر جزء محترم ہے لہٰذا کسی محفوظ جگہ رکھنا یا دفن کرنا چاہیئے جو آپ کے لئے آسانی ہو لیکن اس سے دردِ شقیقہ بیماری پیداء ہونے کا خیال غلط ہے۔

(۲۵،۲۶)

عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے مستقبل کے بارے میں ایسے عمل سے پیشگوئیاں کرنا اور یقین کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد بار قرآن میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ عالم الغیب صرف اللہ ہے،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ ۚ وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡاَرۡحَامِ ؕ وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌۢ بِاَىِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ ۔ بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹوں میں ہوتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

حدیث مبارکہ ہے ومن اتی کاهنا فصدقه بما یقول واتی امراته حائضا او اتی امراته فی دبرها فقد بری مما نزل علی محمد [51] جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل شریعت سے بری ہوا۔ ایک دوسری حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے جس میں آپ ﷺ نے کاہن کے پاس جانے سے روکا۔ شانے کی ہڈی سے مستقبل کے بارے میں جاننا نہ عقلاً صحیح ہے اور نہ شرعاً، بس یہ توہم نسل در نسل چلا آرہا ہے شرعاً اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(۲۷)

صفر المصفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا احکام اسلام کے منافی ہے قبل الاسلام بھی صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے لیکن محسنِ انسانیت ﷺ نے واضح الفاظ میں اس کی تردید کی۔ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا عدوی ولا هامه ولا نوی ولا صفر [52] حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بیماری کا حکم الٰہی کے بغیر دوسرے کو لگ جانا، پرندے سے بدفالی ونحوست لینا، اُلو اور ماہ صفر کو منحوس سمجھنے کی کوئی حقیقت نہیں۔ لہٰذا صفر کو منحوس سمجھنا بالکل غلط ہے اور یہ جاہلانہ تصور ہے آپ ﷺ نے بعض مہینوں، راتوں اور بعض اوقات کو مبارک ضرور قرار دیا ہے لیکن کسی مہینے، رات یا وقت کو منحوس قرار نہیں دیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے اللہ تعالیٰ قادر مطلق ذات ہے اس کے مشیت کے بغیر کائنات میں کوئی ذرہ ہل نہیں سکتا ۔ ذکر کردہ توہمات صرف اور صرف اغلاط العوام ہے جس کی عقلا اور نہ شرعا کوئی جواز بنتا ہے اسلام میں توہم پرستی کی کوئی حقیقت نہیں ہے بدشگونی کی ممانعت ہے البتہ نیک فال کی جواز موجود ہے قبائلی علاقوں میں موجود یہ تمام توہمات من گھڑت اور جھوت پر مبنی ہیں ان سے احتراز لازم ہے جن کی انفرادی حکم بیان ہو چکا ہے یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات سے

لاعلمی کی وجہ سے ہو رہا ہے حقیقی اسلامی تعلیم کو گھر گھر تک پہنچانا ہو گا تاکہ ہمارا معاشرے سے اسلام مخالف عقائد کو جڑ سے اکھاڑ دیئے اور نسل نو کی یہ ذہین سازی کیجائے کہ موثر حقیقی صرف اللہ ہے نفع و نقصان دینے والا ذات اور عالم الغیب ذات صرف وہی ہے۔

حوالہ جات

1۔یڈورڈای آلیور پٹھان اور بلوچ ردو ترجمہ ایم انور رومان. کوئٹہ نساء ٹریڈرز1984ص17

2۔سورہ یونس آیت نمبر107

3۔سورہ تغابن آیت نمبر11

4۔محمد بن اسماعیل البخاری صحیح البخاری. لاہور مکتبہ رحمانیہ. کتاب الطب. ج2. ص478

5۔علامہ محمد قطب الدین خان دہلوی. مظاہر الحق جدید شرح مشکوٰۃ المصابیح کراچی دارالاشاعت شکیل پریس جناح روڈ مارچ2009 ص276,ج4,

6۔محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی مشکوۃ المصابیح. کراچی مکتبہ لدھیانوی. ج2. ص405

7۔محمد بن یزید ابو عبد اللہ سنن ابن ماجہ لاہور مکتبہ رحمانیہ. کتاب الطب. ص387

8۔سلطان محمد صابر۔ قدیم پشتو اور پشتون اردو ترجمہ عبد الفتح کوئٹہ نساء ٹریڈرز1977ص302

9۔عبد القدس درانی پشتون کلچر۔ کوئٹہ پشتو آکیڈمی1982ص61

10۔ڈاکٹر شاہ محمد مری۔ بلوچ قوم قبائلی جاگیرداری عہد ص206

11۔ڈاکٹر شاہ محمد مری۔ بلوچ قوم قبائلی جاگیرداری عہد ص207

12۔سلطان محمد صابر، قدیم پشتو اور پشتون ترجمہ عبد الفتح پشتو آکیڈمی کوئٹہ 1977ص 302

13۔ڈاکٹر شاہ محمد مری، بلوچ قوم قبائلی جاگیرداری عہد ص205

14۔ایضا ایضا ص206

15۔ثقافت وادی بولان میں، ملک محمد رمضان مقالہ، بعنوان بلوچ ثقافت، ص198

16۔علامہ محمد قطب الدین خان دہلوی مظاہر حق جدید مشکوٰۃ المصابیح کراچی دارالاشاعت شکیل پریس جناح روڈ مارچ2009. ص 931ج1

17۔ایضاً ایضا ج اول ص933

18۔محمد بن اسماعیل. صحیح البخاری لاہور مکتبہ رحمانیہ. کتاب الصلوٰۃ. ج1 ص215

19۔اشرف علی تھانوی۔ اغلاط العوام ص56 غیر موافق للمطبوع

20۔سورہ یونس آیت نمبر5

21۔سورت فصلت آیت نمبر53
22۔مولانااشرف علی تھانویؒ اغلاط العوام ص29 غیر موافق للمطبوع
23۔محمد بن عبداللہ مشکوۃ المصابیح ج2ص349 مکتبہ رحمانیہ لاہور
24۔ایضاایضاج2ص407
25۔حافظ عبدالسلام بن محمد مسلمانوں میں ہندوانہ رسم ورواج لاہور دارالاندلس لنک روڈ چوبرجی ص30
26۔مشکوۃ المصابیح،کتاب الطب والرقی باب الکھانۃ لاہور مکتبہ رحمانیہ ج2ص406
27۔سورہ البقرہ آیۃ نمبر22
28۔محمد بن اسماعیل۔صحیح البخاری۔لاہور مکتبہ رحمانیہ۔ج2ص269
29۔احمد علی سہارنپوری۔حاشیہ مشکوۃ المصابیح کراچی مکتبہ لدھیانوی ج2ص285
30۔خالد سیف اللہ رحمانی قاموس الفقہ۔زم زم پبلیشرز کراچی ج3ص296
31۔اشرف علی تھانوی اغلاط العوام ، کراچی ادارۃ المعارف ص96
32۔علامہ ابن عابدین الشامی ،ردالمختار، باب الجنایات فی الحج،ج 2 ص570،
33۔ماورالنہر الفائق شرح کنزالدقائق، فصل جزالصید ج 2 ، ص139
34 ۔ردالمختار باب المسائل شتی،ج6، ص 752
35۔محمد بن عیسی، جامع الترمذی،ابواب صفۃ القیامہ والرقائق والورع،دارالغرب بیروت لبنان،ج4ص248
36۔امیر احمد یار خان مختصر تاریخ قوم بلوچ وخوانین بلوچ، کوئٹہ ایوان قلات ص25
37۔اشرف علی تھانوی،اغلاط العوام، کراچی ادارۃ المعارف،ص102
38۔ایضا
39۔ملاعلی القاری،مرقاۃ المفاتح شرح مشکوۃ المصابیح،کتاب الباس،ج8ص272
40۔اشرف علی تھانوی،اغلاط العوام، کراچی ادارۃ المعارف،ص97
41۔ایضا ایضاص۹۶
42۔ایضاایضاص۹۶
43۔محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، لاہور مکتبہ رحمانیہ ،ج2ص 358
44۔سورۃ الروم آیۃ نمبر ۲۴
45۔ صحیح البخاری ،لاہور مکتبہ رحمانیہ ج2 ص398
46۔مفتی محمودالحسن گنگوہی،فتاوی محمودیہ،جامعہ فاروقیہ کراچی،ج19ص370
47۔اشرف علی تھانوی،اغلاط العوام، کراچی ادارۃ المعارف،ص87

48۔اشرف علی تھانوی،اغلاط العوام، کراچی ادارۃ المعارف، ص11

49۔سورۃ لقمان آیۃ نمبر34

50۔ محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، مکتبہ رحمانیہ ج2،407

51۔ مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، ج2ص،231